عبدالستار ملک*

پاکستانی زبانوں کی لسانی و صوتیاتی خصوصیات اور اردو کی تدریس

اُردو قومی زبان ہونے کے ساتھ پورے ملک کے باشندوں کے روزمرہ معاملات میں رابطے کی زبان ہے اور بمنزلۂ مادری زبان ہی پڑھائی جاتی ہے۔ ذرائع ابلاغ کی ترقی کی بدولت اُردو پاکستان کے کسی باشندے کے لیے اجنبی نہیں رہی۔ تاہم پاکستان کے تمام علاقوں کے باشندوں کو ایک جیسی سہولیات دستیاب نہیں۔ ڈاکٹر عطش درانی کے مطابق:

> اُردو کی تدریس کا جائزہ لیتے ہوئے ہمیں کم از کم چار پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا:
>
> ۱۔ ان بچوں کی تعلیم جن کی مادری یا خاندانی زبان اُردو ہے۔
>
> ۲۔ ان بچوں کی تعلیم جن کی مادری زبان اُردو نہیں لیکن ان کے ماحول میں اُردو مادری زبان ہی کی طرح موجود ہے اور وہ خاندانی طور پر اُردو بول سکتے ہیں۔
>
> ۳۔ ان بچوں کی تعلیم جن کی مادری زبان اُردو نہیں اور نہ ان کے ماحول میں اُردو موجود ہے لیکن وہ تھوڑا بہت اُردو سے واقف ہیں۔
>
> ۴۔ ان بچوں کی تعلیم جن کو اُردو سے کوئی واسطہ نہیں پڑتا۔[۱]

چوتھی کیفیت تو اب ناممکن دکھائی دیتی ہے تاہم وہ طلبہ جن کی روزمرہ زندگی میں اُردو کثرت سے مستعمل نہیں ان کو اپنی مادری زبان کی لسانی عادات کے سبب اُردو بولتے ہوئے چند مسائل کا سامنا

کرنا پڑتا ہے۔

اسی طرح سندھی اور پشتو جیسی زبانیں جن کا رسم الخط نسخ ہے اور جو ایک سطح تک ذریعۂ تعلیم کے طور پر بھی رائج ہیں اور ایک جیسی آوازوں کے لیے رسم الخط میں علامات بھی اردو سے مختلف ہیں۔ ایسے طلبہ کو اُردو لکھتے وقت بھی چند دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے۔ ایسے مسائل کی مختصراً نشاندہی کی جاتی ہے تاکہ دورانِ تدریس یہ نکات معلم کے پیشِ نظر رہیں۔

صوبہ پنجاب:

پنجابی زبان کثیر آبادی کے ایک وسیع و عریض خطے کی زبان ہے اور جغرافیائی وسعت کی بنا پر اس کے محاورے اور لہجے میں بھی اتنا ہی اختلاف ہے۔ پنجابی کے مرکزی لہجے کو ماجھی بولی کہاجاتا ہے، اس میں قصور، لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات اور شیخوپورہ وغیرہ کے علاقے شامل ہیں۔ شاہ پور (سرگودھا) کی بولی شاہ پوری، ساندل بار کے علاقے (فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، شیخوپورہ) کی جانگلی، ساہیوال کی لموچڑی، جھنگ کی جھنگی، لہندے (ملتان، ڈیرہ جات، مظفر گڑھ، بہاول پور) کے علاقے میں لہندی جسے مقامی لہجے میں ملتانی، ڈیرہ والی، سرائیکی، ریاستی وغیرہ کہاجاتا ہے، اسی طرح پوٹھوہاری پوٹھوہاری (سوہاوہ سے اگلے علاقے کو پوٹھوہار کہتے ہیں، جس میں ضلع جہلم کی تحصیل سوہاوہ، پورا ضلع راولپنڈی، اسلام آباد اور مری کے علاقے شامل ہیں)، تھل (میانوالی) کی تھلوچڑی (جس کا اثر بھکر اور لیہ تک ہے) اور علاقہ دھن (چکوال) کی بولی دھنی (اس بولی میں جہلم کے علاقوں کے علاوہ بھیرہ اور خوشاب کے علاقے بھی شامل ہیں، جہاں علاقہ سون سکیسر ختم ہوتا ہے، وہاں سے دھن شروع ہوتا ہے) کہلاتی ہیں۔[۲]

مختصر یہ کہ ایک بڑی بولی میں بھی کئی ذیلی بولیاں ہیں۔ اپنے ضلع (اٹک) کی ایک مثال دینا چاہوں گا۔ اٹک کی مجموعی بولی ہندکو کے نام سے موسوم ہے۔ لیکن اس میں بھی متعدد ذیلی بولیاں بولی جاتی ہیں۔ مثلاً اٹک کی تحصیل حضرو میں جسے علاقہ چھچھ کہتے ہیں، چھاچھی بولی، بولی جاتی ہے، جس پر ہندکو کے ساتھ پشتو لہجے کا بھی اثر ہے۔ اس کی حدود اٹک شہر تک ہیں۔ اٹک شہر سے مشرق اور جنوب کی جانب دیہات کا لہجہ تبدیل شدہ ہے۔ مشرقی تحصیل حسن ابدال پر ہری پور ہزارہ کی ہندکو کے

اثرات نمایاں ہیں۔ جنوبی تحصیل فتح جنگ کی بولی پر پوٹھوہاری کے اثرات محسوس ہوتے ہیں۔ جنوب مغربی تحصیل پنڈی گھیب میں گھیبی بولی رائج ہے، جس کا لہجہ قدرے سخت اور اکھڑا ہوا ہے اور زبر کا زیادہ استعمال ہے۔ کالا چٹا کے جنوب مغرب میں تحصیل جنڈ کا لہجہ قدرے مختلف ہے، جس پر کوہاٹی زبان کے اثرات ہیں۔

ذیلی بولیوں کے تنوع اور کثرت کے باوصف پنجابی کے تین بڑے لہجے ہیں:

وسطی پنجاب کا ماجھی لہجہ، پوٹھوہاری اور سرائیکی یا ملتانی۔

وسطی پنجاب کے لہجے کے زیرِ اثر حروفِ علت کا بہت تبادل دیکھنے میں آتا ہے۔ مثلاً کبھی مفتوح الوسط کو ساکن بول دیتے ہیں اور کبھی ساکن الوسط کو مفتوح بول دیتے ہیں۔ کبھی جنت کو جنت بولیں گے اور کبھی عزّت کو عزت، سَبَق کو سَبّق، جُرأت کو جُرت، مہینہ کو مہینہ۔ مصمتی خوشوں کو توڑنے کا بھی بہت رواج ہے۔ مثلاً فُکْر، مُلْک، عَدْل، مُفْت، عُمْر، عقل، ذرّہ، ظُلْم، وَقْت کو بالترتیب فُکَر، مُلَک، عَدَل، مُفَت، عُمَر، عقَل، ذرَہ، ظُلَم، وَقَت وغیرہ بولیں گے۔ اسی طرح زیر کی بجائے زبر کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً معلق، کتاب، لیکن، علاوہ، مثال، بچالیس وغیرہ۔ اسی طرح طویل مصوتوں کو قصیر انداز میں ادا کرنے کا رواج عام ہے۔ روزمرہ لسانی عادات کے زیرِ اثر دو تین صوتی اکائیوں والے الفاظ کی ادائیگی میں 'ا'، 'ع'، 'و' زیادہ حذف کرتے ہیں۔ مثلاً پاکیزہ، ملاقات، تحریر، محمود، دوران، تعریف، موجود، تعداد، جاوید، مشہور، لاہور، کالونی، قانون، تاریخ، آسانی کو بالترتیب پکیزہ، ملقات، تریر، ممود، دران، تریف، مجود، تداد، جوید، مشور، لہور، کلونی، قنون، تریخ، اسان ادا کرتے ہیں۔ 'ق' کی آواز کو 'ک' کی آواز سے ادا کرتے ہیں۔ مثلاً اقبال، قبول، قبلہ کو بالترتیب اکبال، کبول، کبلہ ادا کرتے ہیں۔ تشدید کو بھی ہلکے اور معمولی انداز میں ادا کرتے ہیں، مثلاً بچہ اور کتا کی تشدید پر اہلِ پنجاب زور نہیں دیں گے۔

وسطی پنجاب میں ہندی بولنے والوں کی طرح عربی کے خالص حروف 'ق'، 'ز'، 'خ'، 'غ' وغیرہ کی ادائیگی میں بھی غلطی دیکھنے میں آتی ہے۔ مثلاً غریب کو گریب، خدا کو کھدا، فیض کو پھیج، غالب کو گالب، غزل کو گجل، خزانے کو گھجانا، خربوزے کو کھربوجہ۔ اسی طرح 'ز'، 'ذ'، 'ض'، 'ظ' کی بجائے 'ج' کا استعمال کرتے ہیں، مثلاً ذرا کی بجائے جرا، ظالم کی بجائے جالم۔

پنجابی اور اُردو کے واحد جمع اور تذکیر وتانیث میں بہت مماثلت ہے تاہم کہیں کہیں قواعد میں اختلاف بھی ہے۔مثلاً اُردو میں چھوٹی لڑکیاں جب کہ پنجابی میں اِس کا متبادل نکیاں کڑیاں ہے۔ اِس قیاس پر اگر جمع بنائیں تو چھوٹیاں لڑکیاں بنے گا۔

اسی طرح تذکیر وتانیث میں بھی کئی چیزوں میں اختلاف ہے۔مثلاًقلم، تار، گیند، پرہیز، ڈکار، اخبار، پنجابی میں مؤنث جب کہ اُردو میں مذکر ہیں۔ اِسی طرح پنجابی میں بلبل مؤنث اورلڑکا مذکر ہے۔

سرائیکی ڈال کی آواز گہری نکالتے ہیں۔اِس لیے سرائیکی میں 'ڈ' کی بجائے اُن کی لسانی عادات کے زیرِ اثر 'ڈ' سے مماثل آواز سنائی دیتی ہے۔اِس کے علاوہ سرائیکی زبان میں انفی اصوات کی کثرت کے باعث جب سرائیکی بچے اُردو بولتے ہیں تو انفی آوازیں نکالتے ہیں۔

پوٹھوہاری لہجے میں عموماً حرکات کی زیادہ غلطیاں دیکھنے میں آتی ہیں، مثلاً زیر کو عموماً پیش میں بدل دیتے ہیں، جیسے کدھر کو کُدھر۔اِسی طرح اٹک کی چھاچھی بولی اور ہزارے کی ہندکو میں پیش پر زیادہ زور ہے۔مثلاً روٹی کو رُوٹی، میٹرک کو میٹرُک، اٹک کو اٹُک،درد کو دُرد، ظلم کو ظُلم۔ اِسی طرح پشتو کے لہجے کے زیرِ اثر ایسی چند غلطیاں بھی دیکھنے میں آتی ہیں جو پشتو بولنے والوں سے سرزد ہوتی ہیں۔ پنجابی چونکہ اردو رسم الخط میں لکھی جاتی ہے، اس لیے طلبہ کو تحریر میں وہ مشکلات پیش نہیں آتیں جو پشتون اور سندھی طلبہ کو پیش آتی ہیں۔

صوبہ سندھ:

سندھی کے چار بڑے لہجے ہیں: ''سرائی، لاڑی، کوہستانی اور وچولی۔ان میں وچولی لہجہ سندھی زبان کا معیاری لہجہ ہے۔''[۳]

مشابہ الصوت مصمتے پنجابی کی طرح سندھی میں بھی واضح طور پر ادا نہیں کیے جاتے۔''سندھی میں 'ق'، 'ح'، 'غ' کی آوازیں عربی کی طرح تلفظ نہیں کی جاتیں۔تاہم سندھی بولنے والے 'ق' اور 'ک'، 'خ' اور 'کھ'، 'غ' اور 'گ' میں آسانی سے فرق محسوس کرتے ہیں۔''[۴]

''سندھی متحرک الآخر زبان ہے۔اس کے الفاظ ہمیشہ کسی حرکت پر ختم ہوتے ہیں۔''[۵] یعنی

ہر لفظ کے آخر میں زبر، زیر، پیش (مصوتہ) آتا ہے۔ اِس لیے اِس لسانی عادت کے زیرِ اثر سندھی لوگ اُردو کے الفاظ کو بھی متحرک الآخر بنا کر بولتے ہیں اور عموماً ''سندھی بولنے والا طالبِ علم حروفِ موقوف کے بجائے حرفِ متحرک بولتا ہے، مثلاً وہ بات کے 'ت' پر رکنے کے بجائے اُسے ہائیہ زیر کے نصف سر کے ساتھ بیان کرتا ہے۔''[6] اِس کے علاوہ ''اُردو سندھی کے مابین صوتی تبدیلیوں کا ایک مظہر حرکاتِ ثلاثہ کا اشباع ہے۔ یعنی اُردو کے زبر، زیر، پیش سندھی میں طویل ہو کر 'ا'، 'وٗ'، 'ی' بن جاتے ہیں یا اس کے برعکس۔''[7]

لکھائی کے لحاظ سے بھی سندھی طلبہ کا مسئلہ یہ ہے کہ سندھی نسخ میں لکھی جاتی ہے۔ نسخ اور نستعلیق میں بہت سے حروف کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں۔ بالخصوص حروف کے جوڑ میں اختلاف ہے۔ اس کے علاوہ یکساں آوازوں کے بعض حروف کی شکلیں مختلف ہیں، جس کی وجہ سے سندھی طلبہ کو اُردو کا خطِ نستعلیق لکھنے میں مشکلات پیش آتی ہیں اور اُن کی تحریر اِس قدر خوش نما نہیں ہوتی بلکہ اکثر نسخ نما ہوتی ہے اور مناسب رفتار کا بھی فقدان ہوتا ہے۔

سندھی لہجہ بھی اُردو لہجے پر اثر انداز ہوتا ہے، مثلاً سندھی طلبہ، بتادینا میں ت پر زیادہ زور ڈالیں گے۔ یائے لین کو کسرۂ مجہول سے ادا کریں گے۔ بیٹھو کو بیٹھو، مَیل کو میل، سَحر کو سحر، پَیسہ کو پیسہ، مَیں کو میں وغیرہ۔ اِسی طرح 'ہے' کو زیادہ زور کے ساتھ 'اہے' سے ملتی جلتی آواز میں ادا کریں گے۔ اس کے علاوہ تذکیر و تانیث کا مسئلہ بھی سامنے آتا ہے۔

علاوہ ازیں ''اُردو کے وہ تمام الفاظ جو 'الف' یا 'ہ' پر ختم ہوتے ہیں، سندھی میں واو مجہول پر ختم ہوتے ہیں۔''[8] مثلاً آسرا، اڈہ، الٹا، قاعدہ، چھوٹا، عرصہ، گھوڑا کے بجائے بالترتیب آسرو، اڈو، الٹو، قاعدو، چھوٹو، عرصو، گھوڑو وغیرہ بولتے ہیں۔

اُردو کے تین حروف ہائے ملفوظی (ہ)، نون غنہ (ں) اور یائے مجہول (ے) سندھی رسم الخط کی علامتوں میں شامل نہیں۔ سندھی رسم الخط میں دوچشمی (ھ) ایک مفرد اور بنیادی صوتیہ ہے جو اُردو رسم الخط کے ہائے ملفوظی (ہ) کی جگہ استعمال ہوتا ہے، مثلاً اُردو زبان کے مہاجر، مہمان اور کہنا کو سندھی رسم الخط میں بالترتیب مھاجر، مھمان، کھنا لکھا جائے گا۔ اِسی طرح نون غنہ (ں) کی آوازوں کو اعلانِ نون

سے ادا کرتے ہیں۔ یائے مجہول (ے) کو یائے معروف کی طرح ادا کریں گے۔ 'لھ'، 'مھ'، 'نھ' کے حروف بھی سندھی میں موجود نہیں۔ اسی طرح سندھی زبان میں آٹھ ہائیہ آوازوں سمیت بارہ صوتیے ایسے ہیں جو اُردو حروف سے صوتی مماثلت رکھتے ہیں۔ اِن کی تحریری صورتیں (ڀ، ڦ، ٿ، ٽ، ٺ، ڇ، ڏ، ڊ، ڍ، ڙ، ک، ڪ) بالترتیب اُردو رسم الخط کی علامتوں (بھ، پھ، تھ، ٹ، ٹھ، چھ، دھ، ڈ، ڈھ، ڑ، ک، کھ) سے مختلف ہیں۔ اِسی طرح سندھی کے سات مخصوص صوتیے (ٻ، ڄ، ڃ، ڌ، ڳ، ڱ، ڻ) اُردو میں موجود نہیں۔ یہ اختلافات درست اُردو لکھنے میں مشکلات کا باعث بنتے ہیں۔

صوبہ خیبر پختونخوا:

صوبہ خیبر پختونخوا کی بڑی زبان پشتو ہے۔ پشتو زبان کے دو بڑے لہجے ہیں۔

۱۔ پشاوری یا یوسف زئی لہجہ، اِسے شمالی لہجہ بھی کہتے ہیں۔

۲۔ خٹکی یا قندھاری لہجہ، اِسے جنوبی لہجہ بھی کہتے ہیں۔

اِن دونوں لہجوں میں یوسف زئی لہجے کو نرم لہجہ اور تلفظ کی بنا پر معیاری بولی مانا جاتا ہے۔ زیادہ تر ادبی سرمایہ اسی میں ہے۔ نصابی کتب اور ذرائع ابلاغ کا لہجہ بھی یہی ہے۔

بول چال کے لحاظ سے پشتو زبان کی خٹک اور یوسف زئی لہجوں میں تقسیم دراصل چند صوتیوں مثلاً (ږ، ښ، څ، ځ) کی وجہ سے ہے۔ خٹکی/قندھاری لہجے میں یہ صوتیے 'ژ'، 'ش'، 'چ'، 'ج' سے ادا ہوتے ہیں، جب کہ یوسف زئی لہجے میں 'گ'، 'خ'، 'س'، 'ز' سے ادا ہوتے ہیں۔[9]

حرف کی ادائیگی کے وقت ہر دو لہجوں کے حامل اپنا اپنا صوتیہ استعمال کرتے ہیں، لیکن تحریر میں یکساں لکھا جاتا ہے۔

پشتو بولنے والوں کا سب سے بڑا مسئلہ ہائیہ آوازوں کا ہے۔ چونکہ ہائیہ صوتیے پشتو زبان میں نہیں ہیں، اِس وجہ سے اُردو زبان کے ہائیہ صوتیوں (بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، رھ، ڑھ، کھ، گھ، لھ، مھ، نھ) کے درست مخارج پر بالعموم قادر نہیں ہوتے اور بھیڑ، پھندہ، تھالی، ٹھیلہ، جھنڈا، چھوٹا، دھوبی، ڈھول، گھوڑا، ننھا وغیرہ کو بالعموم بیڑ، پندہ، تالی، ٹیلہ، جنڈا، چوٹا، دوبی، ڈول، گوڑا، ننا ادا کرتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ غنہ آوازوں کا ہے۔ چونکہ پشتو میں غنہ آوازیں نہیں ہیں، اِس لیے پشتون

بچے نون غنہ (ں) کو نون اعلانی سے ادا کرتے ہیں یا نون غنہ حذف کردیتے ہیں۔ مثلاً 'ہیں' کو 'ہے' ادا کرتے ہیں۔ ''پشتو کے کسی بھی لفظ کے آخر میں نون غنہ (ں) نہیں آتا، درمیان میں نون غنہ آتا ہے۔ وہاں بھی اِس میں سندھی یا اُردو کی نسبت نون کا اظہار زیادہ ہوتا ہے۔''[۱۰] ہائے حطّی کے حروف کو بھی الف کی آواز سے ادا کرتے ہیں۔ مثلاً حال، حلوہ کو بالترتیب آل اور الوہ ادا کریں گے۔ فتحہ مجہول کو کسرۂ مجہول کے طور پر بولتے ہیں۔ مثلاً احمد کو اِحمد، محفل، مِحفل۔ اِسی طرح ہائے ہوز کی ادائیگی میں بھی غلطی ہوتی ہے۔ مثلاً بہت کو بوت، دہک کو دیک، شہر کو شیر۔ چونکہ پشتو میں 'ف' کی آواز نہیں پائی جاتی، اِس لیے وہ 'ف' کو 'پ' میں تبدیل کردیتے ہیں۔ مثلاً کافی کو کاپی، پروفیسر کو پروپیسر، افریقہ کو اپریقہ۔ بعض اوقات زیر کی آواز کو بھی زیادہ کھینچتے ہیں، مثلاً کسرہ کو یائے معروف بنا دیتے ہیں، جیسے کتاب کو کیتاب اور کدھر کو کیدھر بولتے ہیں۔ مَیں کو کسرۂ مجہول سے مِیں، غیرت کو غیرت ادا کرتے ہیں۔ کہ کو بوزنِ پہ، ہے کو بوزنِ لے اور کیسا کو بوزنِ ریشہ ادا کرتے ہیں۔

اِسی طرح چونکہ ''پشتو میں کوئی لفظ مشدد نہیں''[۱۱] اِس لیے پشتونوں کے لیے اُردو کے تشدید کو ادا کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ مثلاً بچہ، کچا اور کتا کو بالترتیب بَچا، کَچا، کَتا ادا کریں گے۔ پشتو کے لہجے کے زیرِ اثر بعض ساکن حروف پر زیادہ زور دے کر متحرک بنادیا جاتا ہے۔ مثلاً اکبر کو اکَبر اور مُحمّد کو مُحَمّد بولیں گے۔ پختون بچے جب اُردو بولتے ہیں تو تذکیر و تانیث میں بہت مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اکثر مذکر کو مؤنث اور مؤنث کو مذکر بول دیتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ اُردو اور پشتو کی تذکیر و تانیث حقیقی اور غیر حقیقی کے قواعد میں اختلاف ہے۔ محمد اشفاق نے اپنے مقالے میں ان قواعد کو قدرے وضاحت سے بیان کیا ہے۔[۱۲] تذکیر و تانیث کے غلط استعمال کے ساتھ حرفِ اضافت کا استعمال درست نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے مزید مضحکہ خیز صورت حال سامنے آتی ہے، مثلاً اُس کا کتاب اچھی ہے؟

چونکہ پشتو خطِ نسخ میں لکھی جاتی ہے، اِس لیے نسخ سے نستعلیق میں تبدیلی کے وقت بھی پشتو ذریعۂ تعلیم کے بچوں کو مشکل پیش آتی ہے۔ پشتو کی مخصوص علامات ږ، ښ، څ، ځ ہیں۔ اِن کے علاوہ کچھ علامات ایسی ہیں جن کا تلفظ اُردو اور پشتو میں ایک ہے، لیکن اِن کے ظاہر کرنے کا طریقہ ہر دو زبانوں میں مختلف ہے، مثلاً اُردو اور پشتو کے چار مشترک صوتیے اُردو میں 'ٹ'، 'ڈ'، 'ڑ'، 'گ' اور پشتو

رسم الخط میں(ڊ،ڊ،ړ،ڪ) کی علامات سے ظاہر کیے جاتے ہیں۔[۱۳] اِسی طرح پشتو زبان کے نئے املا کے مطابق پشتو رسم الخط میں مخصوص پشتو صوتیوں کے علاوہ 'ی' کی پانچ مختلف شکلیں یعنی یاے معروف(ي)، یاے مخصوص(ې)، یاے تانیث(ۍ)، یاے فعلی(ے) اور یاے مجہول مستعمل ہو رہی ہیں۔[۱۴] اِس وجہ سے پشتو ذریعۂ تعلیم کے بچوں کی اُردو املا میں علامات کی الجھن کی وجہ سے ایسی اغلاط اکثر دیکھنے میں آتی ہیں جہاں بچے پشتو رسم الخط کی علامات استعمال کر دیتے ہیں۔

صوبہ خیبر پختونخوا میں دوسری بڑی زبان ہندکو ہے، جو ہزارہ، پشاور شہر اور کوہاٹ وغیرہ میں بولی جاتی ہے۔ اٹک کی بولی پر بھی اِس کے گہرے اثرات ہیں۔ اِس کی حدود شمال میں ہزارہ سے لے کر ڈیرہ اسماعیل خان تک ہیں۔ ہندکو چونکہ پنجابی کی ایک ذیلی بولی ہے، اِس لیے ہندکو بولنے والوں کو اُردو بولتے اور لکھتے ہوئے زیادہ مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ لہجے میں کچھ فرق دیکھنے میں آتا ہے، مثلاً لفظ 'میں' کو ہندکو بولنے والے کسرۂ مجہول 'مِیں (mein)'' سے ادا کرتے ہیں۔اسی طرح پیش کا زیادہ استعمال کرتے ہیں، مثلاً رشُوت، مُصیبُت وغیرہ۔ ہندکو رسم الخط چونکہ اُردو ہے، اِس لیے ہندکو لکھنے والوں کو اُردو لکھتے وقت پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

صوبہ بلوچستان:

صوبہ بلوچستان میں تین بڑی زبانیں بولی جاتی ہیں: پشتو، بلوچی اور براہوی۔

بلوچی:

بلوچی خطۂ بلوچستان کی ایک قدیم زبان ہے۔اس کے دو بڑے لہجے ہیں، مشرقی اور مغربی/ رخشانی لہجہ۔ رخشانی لہجہ زیادہ میٹھا اور پُر تکلف ہے۔ ادب اور ذرائع ابلاغ کا لہجہ یہی ہے۔[۱۵]

بلوچی زبان میں ہائیہ آوازیں نہیں۔[۱۶] اس وجہ سے مخلوط الھا آوازیں ادا کرتے وقت بلوچی بولنے والوں کو مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عربی کے مشابہ الصوت کو درست طریقے سے ادا نہیں کیا جاتا۔

> 'ح' کو 'ھ'، 'ث' اور 'ص' کو 'س'، 'ذ'، 'ض' اور 'ظ' کو 'ز'، 'ط' کو 'ت'، 'ع' کو 'ا' اور 'ھ' اور 'ق' کو 'ک' سے تلفظ کیا جاتا ہے۔[۱۷]

ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے مطابق:

> مشرقی اور مغربی لہجے اور بعض حروف کے تلفظ میں فرق ہے جیسے اولاً مکران کے بلوچ 'خ'، 'غ' اور 'ف' نہیں بول سکتے۔ خان کو ہان، غلام کو گھلام اور برف کو برپ بولتے ہیں۔ جب کہ مری بگٹی وغیرہ مشرقی بلوچ 'گ' اور 'پ' نہیں بول سکتے۔ وہ روگ کو روغ، شب (رات) کو شف اور آب (پانی) کو آف بولتے ہیں۔ یہ فقط تلفظاتی فرق ہے۔ ثانیاً ایک اور فرق جو اُن میں واضح نظر آتا ہے وہ 'ث' اور 'ذ' کا تلفظ ہے، جسے مشرقی علاقوں کے بلوچ ادا کر سکتے ہیں اور لفظ کے آخری حرف 'ت' یا 'ڈ' کو 'ث' اور 'ذ' میں بدل دیتے ہیں، جیسے مات کو ماث بولتے ہیں ...... مکران کے بلوچ 'ف' اور 'غ' کی مانند 'ث' اور 'ذ' کا تلفظ بعض الفاظ میں مشرقی لہجہ بولنے والے (غ، ف، ث، ر، خ، ث، ی) کے حروف کا استعمال کرتے ہیں اور انھی الفاظ میں مغربی لہجہ بولنے والے مندرجہ بالا حروف کے بجائے (گ، پ، چ، ج، ک، س، ت ہو) استعمال کرتے ہیں۔[۱۸]

اسی طرح 'ش' اور 'ز' کی آواز میں بعض مقامات پر تبدیلی دکھائی دیتی ہے۔ شربت کو سربت اور روز کو روچ بولتے ہیں۔ چونکہ بلوچی میں فارسی کی طرح تذکیر وتانیث کا تصور نہیں ہے، اس لیے بلوچی زبان بولنے والوں کو اُردو تذکیر وتانیث کے تعین میں مشکل پیش آتی ہے۔

اس کے علاوہ مصوتوں اور اضافت کا اُردو سے اختلاف ہے، جس کی وجہ سے طلبہ کو حروفِ علت اور اضافت کے استعمال میں بھی مشکل پیش آتی ہے۔ نحوی لحاظ سے بھی بلوچی کا اُردو سے اختلاف ہے کیونکہ بلوچی میں فعل جملے کے آخر میں آتا ہے۔

براہوی:

براہوی بہت قدیم زبان ہے۔ اس کا تعلق دراوڑی خاندان سے ہے، جس کی پانچ مشہور شاخیں ہیں: تامل، تیلگو، ملیالم، کنٹری اور براہوی۔

> براہوی زبان کے تین لہجے ہیں: سارا وانی، جھالا وانی، رخشانی۔ علمی وادبی لحاظ سے سارا وانی کو معیاری لہجہ قرار دیا جاتا ہے۔[۱۹]

جھالا وانی لہجے میں دو صوتیے 'ز' اور 'ث' ادا نہیں ہوتے۔ اس میں '' درخت کو دڑخث، ورنگ

کو ڈڑنگ، دروغ کو دڑوغ ادا کیا جاتا ہے۔"[۲۰] اسی طرح نوشکی یا رخشانی لہجے میں ہائیہ آواز بالکل ادا نہیں کرتے۔ دوسرا معکوسی آوازوں 'ٹ'، 'ڈ'، 'ڑ' کا استعمال کم ہوتا ہے۔[۲۱]

دوسری پاکستانی زبانوں کی طرح براہوی میں بھی عربی اصوات کو درست مخارج کے ساتھ نہیں بولا جاتا۔ براہوی میں اُردو کی طرح تذکیر وتانیث کا باریک نظام موجود نہیں، جس میں صفات، افعال وغیرہ تذکیر وتانیث کے مطابق تبدیل ہوتے ہیں۔ اس لیے جب براہوی بولنے والا اُردو بولتا ہے تو مؤنث کے لیے لسانی عادات کے زیر اثر مذکر کا صیغہ استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ براہوی بولنے والوں کو اُردو تذکیر وتانیث میں بھی مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ بقول قیوم بیدار:

> بے جان اسموں کے لیے تذکیر وتانیث کا استعمال نہیں جب کہ جاندار اسموں میں مذکر اور مؤنث کے لیے الگ الگ اسم موجود ہیں اور جن اسموں کے لیے ایسا نہیں وہاں اسم کے شروع میں 'ن' اور مادہ لگا کر مذکر اور مؤنث کا فرق ظاہر کیا جاتا ہے۔[۲۲]

اب براہوی اُردو رسم الخط میں لکھی جاتی ہے، اس لیے براہوی طلبہ کو اُردو تحریر میں مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ نحوی لحاظ سے براہوی طلبہ کو مشکل پیش آتی ہے۔ کیونکہ "براہوی میں بھی بلوچی کی طرح فعل جملے کے آخر میں آتا ہے۔"[۲۳]

ریاست آزاد جموں وکشمیر:

ریاست آزاد جموں وکشمیر میں کشمیری، گوجری، پہاڑی اور ڈوگری زبانیں رائج ہیں۔

کشمیری:

کشمیری زبان اُردو رسم الخط میں لکھی جاتی ہے اور 'ڑھ'، 'لھ'، 'مھ'، 'نھ' اور 'ۂ' کے علاوہ اُردو کے سارے حروف تہجی مروج ہیں۔[۲۴] بہت سی اہم آوازیں کشمیری درست مخارج کے ساتھ ادا نہیں کرتے۔ بقول ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری:

> کشمیری 'ق' اور 'ک'، 'ا' اور 'ع'، 'س' اور 'ص'، 'ظ' اور 'ز' میں فرق کر ہی نہیں سکتے۔ اسی طرح وہ 'گ' اور 'غ' میں بھی تمیز نہیں کرسکتے۔ چنانچہ ہم کشمیری زبان میں 'غ' کو تسلیم نہیں کرسکتے کیونکہ کوئی کشمیری مرزا غالب کو غالب نہیں کہے گا بلکہ گالب ہی تلفظ کرے گا۔ پس اسی طرح وہ 'خ' اور 'کھ'، 'پ' اور 'پھ'، 'ب' اور 'بھ'، 'ت' اور 'تھ'، 'ج'

اور 'جھ' 'چ' اور 'چھ' 'د' اور 'دھ' 'ڈ' اور 'ڈھ' میں بھی فرق نہیں کرسکتا۔[۲۵]

حروف علت اور حرکات کے استعمال میں بھی اُردو اور کشمیری میں اختلاف ہے۔

جہاں تک حروفِ علت (ا، و، ی) اور حرکات مثلاً زبر، زیر، پیش، تنوین، جزم، مد و شد کا تعلق ہے، اُردو اور کشمیری زبان میں فرق ضرور ہے۔[۲۶]

اُردو کے برعکس ''کشمیری زبان میں حرکات ثلاثہ یعنی زبر، زیر، پیش کہیں طویل ہوجاتے ہیں اور کہیں مختصر۔''[۲۷]

کشمیری اور اُردو میں نحوی اختلافات معمولی ہیں مثلاً اُردو میں فعل لازم کی صورت میں امدادی فعل ہمیشہ اصل فعل کے بعد آتا ہے جب کہ کشمیری زبان میں مددگار فعل، اصل فعل سے پہلے آتا ہے۔ اسی طرح فعل متعدی کی حالت میں اُردو زبان میں فعل، مفعول کے بعد آتا ہے جب کہ کشمیری میں فعل، مفعول سے پہلے آتا ہے۔[۲۸]

کشمیری اور اُردو دونوں زبانوں کے کچھ مشترکہ دخیل الفاظ میں معنوی تغیر بھی سامنے آتا ہے۔ ذیل میں چند حروف کا تقابل دیا جاتا ہے۔

دخیل الفاظ	اردو معنی	کشمیری میں	مستعار لفظ	اردو	کشمیری
از	سے	آج	رٗو	رہنے والا	پکڑنا
اوٹ	سایہ، پردہ	آٹا	زچہ	وہ عورت جس نے بچہ جنا ہو۔	کپڑا
بز	کمزور	بھونا			
پوش	پہننا	پھول			
چور	چیزیں چرانے والا	بے وقوف	شال	اونی چادر	گیدڑ
غلغلہ	شور	ایک قسم کی مٹھائی	قم	اُٹھ کھڑا ہو	بازوؤں میں جکڑنا

گنز	خزانہ	بڑی اوکھلی جس میں دھان کو کوٹتے ہیں۔	ماس	گوشت	خاہ
موج	لہر، امنگ، جوش	ماں	مور	چیونٹی	نازک، چھڑی
نس	رگ	ناک	نم	گیلا پن	ناخن
ہنگ	ایک درخت کا بدبودار گوند	سینگ[۲۹]			

گوجری:

گوجری ایک قدیم زبان ہے، جس کا کشمیر میں مرکز وادیِ پونچھ ہے۔ گوجری اور اُردو میں بہت زیادہ مماثلت پائی جاتی ہے۔ اسی لیے محققین گوجری سے اُردو کے جنم کا دعویٰ کرتے ہیں۔[۳۰] گوجری اُردو رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ گوجری اور اُردو میں معکوسی 'ل' اور معکوسی 'ن' کے علاوہ 'ڑ' کو چھوڑ کر بقیہ تمام حروف ہجا مشترک ہیں۔[۳۱]

گوجری زبان والوں کو اُردو تذکیر وتانیث کا مسئلہ نہیں ہے، کیونکہ گوجری کے تذکیر وتانیث کے قواعد اُردو سے ہم آہنگ ہیں۔ ہاں واحد جمع میں گوجری طلبہ کو کچھ الجھن ہوسکتی ہے کیونکہ گوجری میں جس واحد کے آخر میں واو مجہول ہو اس کی جگہ 'الف' لگانے سے جمع بن جاتی ہے۔ مثلاً: گھوڑو سے گھوڑا، رشتو سے رشتہ، کوٹھو سے کوٹھا، ورقو سے ورقا، بندو سے بندا وغیرہ۔ اسی طرح جن واحد اسموں کے آخر میں 'ی' ہو تو ان کے آگے 'ایں' لگانے سے جمع بن جاتی ہے۔ مثلاً بلی سے بلیں، کاپی سے کاپیں، لڑکی سے لڑکیں، بیوی سے بیویں۔[۳۲]

پہاڑی:

پہاڑی زبان اپنے لب و لہجے، ذخیرۂ الفاظ اور صوتی نظام کے اعتبار سے ہندکو اور پوٹھوہاری کے بہت قریب ہے۔ اس وجہ سے اس زبان کا اُردو کے ساتھ کوئی خاص اختلاف نہیں۔ لہجے اور تلفظ کے مسائل معلم کی تھوڑی سی توجہ سے درست ہوسکتے ہیں۔

شمالی علاقہ جات (گلگت بلتستان اور چترال):

قراقرم، ہمالیہ اور ہندوکش کے پہاڑوں کے درمیان گھرے ہوئے پاکستان کے شمالی حصے کو شمالی علاقہ جات کہاجاتا ہے۔شمالی علاقہ جات میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہر زبان کی اپنی الگ شناخت، تاریخ اور ادبی حیثیت ہے۔ ڈاکٹر عظمی زمان نے شمالی علاقہ جات میں بولی جانے والی اہم زبانوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا:

(الف) وہ زبانیں جن کا اپنا رسم الخط اور ادبی سرمایہ ہے اور شمالی علاقہ جات میں ان کے ادب نے ترقی کی، درج ذیل ہیں:

۱۔بلتی ۲۔فارسی

۳۔شینا ۴۔بروشسکی

۵۔کھوار

(ب) وہ زبانیں جن کا اپنا رسم الخط اور ادبی سرمایہ ہے لیکن ان کے ادب نے شمالی علاقہ جات میں ترقی نہیں کی مثلاً:

۱۔کاشغری ۲۔وخی

(ج) وہ زبانیں جن کا رسم الخط نہیں ہے اوران کا ادبی سرمایہ کسی دوسرے رسم الخط میں ہے، مثلاً:

۱۔پنجابی (اُردو) ۲۔پشتو (عربی)

۳۔ہندکو (اُردو) ۴۔گوجری (اُردو)

۵۔کشمیری (اُردو)

(د) وہ زبانیں جنھوں نے لسانی روابط کے ذریعے جنم لیا، ان زبانوں کا کوئی مخصوص رسم الخط اورادبی سرمایہ نہیں یہ صرف بولی کی حیثیت رکھتی ہیں، مثلاً:

۱۔ڈومکی ۲۔کوہستانی [۳۳]

ذیل میں شمالی علاقہ جات کی چند بڑی زبانوں کا ذکر کیا جاتا ہے ۔

شنا(شینا):

شینا شمالی علاقہ جات میں بولی جانی والی سب سے قدیم زبان ہے۔گلگت بلتستان میں دو بڑی زبانیں شینا اور بلتی بولی جاتی ہیں ۔"شینا اس علاقے کی بڑی زبان ہے جو دیامر، استور، گلگت، داریل اور تانگیر کے تمام علاقوں اور ہنزہ اور نگر کے کچھ علاقوں میں بولی جاتی ہے۔"[۳۴] شینا اپنے چھ زائد حروف سمیت اُردو رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔[۳۵] شینا زبان سکھانے کے لیے عبدالخالق تاج نے جدید انداز میں ایک باتصویر قاعدہ مرتب کیا ہے۔[۳۶] شین بچے 'ق' اور 'غ' کے عموماً درست تلفظ ادا نہیں کر سکتے ۔'ق' کا تلفظ 'کھ' سے اور 'غ' کا 'گ' کی آواز سے ادا کرتے ہیں، مثلاً غرور کو گرور، غریب کو گریب، غلیل کو گلیل وغیرہ۔[۳۷] اس کے علاوہ بالعموم ہائیہ آوازیں ادا کرنے پر قادر نہیں ہوتے۔ نیز اعراب (زبر، زیر، پیش، جزم، شد وغیرہ) کی غلطیاں کرتے ہیں۔[۳۸]

بلتی:

بلتی قدامت اور اپنے بولنے والوں کی تعداد کے اعتبار سے شمالی علاقہ جات کی دوسری بڑی زبان ہے۔"بلتستان کے دو اضلاع سکردو اور گھانچے میں نوے فی صد سے زائد افراد بلتی زبان بولنے والے ہیں۔"[۳۹]

بلتی زبان اُردو رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے اُردو بلتی قاعدہ بھی مرتب کیا ہے۔اُردو کے حروفِ تہجی میں سے چھ حروف 'ڈھ'، 'رھ'، 'ڑھ'، 'لھ'، 'مھ'، 'نھ'[۴۰] بلتی تہجی میں شامل نہیں، جس کی وجہ سے ان حروف سے مرکب الفاظ لکھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔بلتی زبان میں 'ث'، 'ح'، 'ذ'، 'ص'، 'ض'، 'ط'، 'ظ'، 'ع' اور 'ف' کی آوازیں نہیں ہیں۔[۴۱] اسی طرح 'بھ'، 'چھ'، 'دھ' کی آوازیں بلتی میں موجود نہیں ہیں۔[۴۲]

بلتی افراد 'ق' کا تلفظ بالعموم 'کھ' اور 'خ'، 'ز'، 'ش'، 'غ' کا تلفظ بالترتیب 'کھ'، 'ج'، 'س' اور 'گ' سے ادا کرتے ہیں۔بلتی ساکن الاول زبان ہے۔بلتی الفاظ کا پہلا صوتیہ اکثر و بیشتر ساکن ہوتا ہے،[۴۳] جب کہ اُردو زبان میں پہلا صوتیہ متحرک بولا جاتا ہے، جس کی وجہ سے بلتی بچے اُردو کے الفاظ کو متحرک بولتے ہوئے دقت محسوس کرتے ہیں۔بلتی افراد بعض آوازیں ناک سے ادا کرتے ہیں۔ وہ

بول چال میں تذکیر وتانیث ،واحد جمع، حروف (کا، کی، کے)، افعال ہے، ہیں، تھا، تھی وغیرہ میں اکثر غلطی کرتے ہیں ۔[۴۴]

بروشسکی:

بروشسکی شمالی علاقہ جات میں بولی جانے والی تیسری بڑی زبان ہے ۔بروشسکی شمالی علاقہ جات کے تین مختلف خطوں ،ریاست ہنزہ، ریاست نگر اور یاسین،ضلع غذر میں بولی جاتی ہے۔[۴۵] بروشسکی کا بھی رسم الخط اُردو ہے۔ ڈاکٹر نصیر الدین ہنزائی اور قدرت اللہ بیگ نے بروشسکی قاعدہ اور حروفِ تہجی کے نام سے بروشسکی حروفِ تہجی کے بارے میں ۱۹۸۰ء میں ایک کتابچہ شائع کیا۔[۴۶] بروشسکی بولنے والے چونکہ زیادہ تر دیہات میں آباد ہیں، اس لیے اُن کے ماحول میں اُردو نہ ہونے کی وجہ سے انھیں درست تلفظ کی ادائیگی اور واحد جمع، تذکیر وتانیث میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔[۴۷]

کھوار:

کھوار چترال کی سب سے بڑی اور اہم زبان ہے جو پورے چترال میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔چترال کی ۸۵ فی صد سے زیادہ آبادی کھوار بولنے والوں کی ہے۔[۴۸] چترال صوبہ خیبر پختونخواہ کا ایک ضلع ہے۔بادشاہ منیر بخاری کی حروفِ تہجی کی دی گئی تفصیل میں 'ث'، 'ع'، 'غ'، 'گھ'، 'لھ'، 'مھ'، 'نھ' شامل نہیں ہیں۔[۴۹] اس سے اگر قیاس کیا جائے تو ان صوتیوں کی ادائیگی میں کھوار بولنے والوں کے لیے مشکلات ہوں گی ۔موصوف مذکور رقم طراز ہیں:

> کھوار میں بھی عربی الفاظ کی مخصوص علامتیں 'ث'، 'ذ'، 'ص'، 'ض'، 'ط'، 'ظ' استعمال ہوتی ہیں۔ یہ عربی کی بنیادی آوازیں ہیں اور کھوار میں ان کو کھوار کی بنیادی آوازوں میں تبدیل کرلیا جاتا ہے، جیسے:
>
> (الف) 'ذ'، 'ض' اور 'ظ' کو 'ز' کی آواز سے ادا کرتے ہیں۔
>
> (ب) 'ث'، 'ص' کو 'س' کی آواز سے ادا کرتے ہیں۔
>
> (ج) 'ط' کو 'ت' کی آواز سے ادا کرتے ہیں۔
>
> اسی طرح 'ح'، 'غ'، اور 'ق' کی آوازیں بھی کھوار آوازوں میں بدل جاتی ہیں۔ عام لوگ جن میں ان پڑھ اور جاہل شامل ہوتے ہیں، 'ح' اور 'ع' کو 'ء' ہمزہ کی آواز سے

بھی ادا کرتے ہیں۔[۵۰]

کھوار بولنے والوں کو اُردو تذکیر وتانیث میں بھی مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ کھوار میں اُردو کی طرح اسم کی تذکیر وتانیث سے فعل کی صورت نہیں بدلتی بلکہ فارسی، انگریزی کی طرح وہی رہتی ہے۔ خواہ فاعل مذکر ہو یا مؤنث۔ اس وجہ سے بے جان چیزوں میں بھی تذکیر وتانیث کا فرق نہیں کیاجاتا۔[۵۱] کھوار زبان میں غنائی آوازیں نہیں ہیں۔ اس لیے چترالی بچے بھی ناک اورحلق کے اشتراک سے ادا ہونے والی آواز کا صحیح طورپر تلفظ نہیں کرسکتے۔[۵۲]

علاوہ ازیں ''کھوار میں مد کو اُردو اور فارسی کی طرح طول دے کر ادا نہیں کیاجاتا بلکہ مختصر طورپر ادا کیاجاتا ہے۔ جیسے آسمان، اسمان، آفتاب سے افتاب،شد والے الفاظ کھوار میں بہت کم ہیں۔''[۵۳]

اس کے علاوہ شمالی علاقوں میں وخی، کاشغری، کوہستانی، گاوری، توروالی، ڈومکی جیسی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ چترال میں کلاشہ، پالولہ، گاوری، ڈمیلی، سوئی وار، یدغہ، دری (مڑاکلشٹی)، بشگالی وار، سریقولی، واخی اور کرغیز جیسی چھوٹی بڑی زبانیں بولی جاتی ہیں، جن میں کچھ زبانوں کے بولنے والے بہت قلیل تعداد میں ہیں۔ اِن زبانوں کے صوتی، صرفی اور نحوی نظام کے اُردو کے ساتھ تقابل کی ضرورت ہے،جس سے اختلافی صورتِ حال سامنے آسکے۔

حوالہ جات

- سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ اردو، گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول، اٹک شہر۔

۱۔ عطش درانی (مرتب)، تدریسِ اُردو (جدید تقاضے) (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۳ء)،ص ۵۷-۵۸۔

۲۔ حمید اللہ ہاشمی، مختصر تاریخ زبان وادب پنجابی (پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء)،ص ۲۰۔

۳۔ سید مظہر جمیل، مختصر تاریخ زبان وادب سندھی (پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء)،ص ۴۱-۴۲۔

۴۔ غلام علی الانا، زبان اور ثقافت (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۱۹۸۷ء)،ص ۸۳۔

۵۔ شرف الدین اصلاحی، اُردو سندھی کے لسانی روابط (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء)،ص ۱۹۴۔

۶۔ تدریسِ اُردو (جدید تقاضے)،ص ۵۹۔

۷۔ اُردو سندھی کے لسانی روابط،ص ۲۶۴-۲۶۵۔

۸۔ خالد خاں خٹک، سندھی پشتو اُردو کے لسانی روابط (پشاور یونی ورسٹی: پشتو اکیڈمی، ۲۰۰۷ء)،ص ۱۷۶۔

۹۔ عبداللہ جان عابد، پشتو زبان کی مختصر تاریخ (پشاور: یونی ورسٹی پبلشرز قصہ خوانی بازار، ۲۰۱۱ء)، ص ۲۹–۳۰۔

۱۰۔ خالد خاں خٹک، ص ۱۷۶۔

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۷۸۔

۱۲۔ محمد اشفاق، اُردو اور پشتو میں تذکیر و تانیث غیر مطبوعہ مقالہ ایم فل اُردو (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۱۹۹۹ء)، ص ۱۲۶–۱۲۸، ۱۴۹، ۱۵۰۔

۱۳۔ خیال بخاری سید، ہمارے لسانی مسائل (لاہور: بساط ادب، ۱۹۹۵ء)، ص ۷۷۔

۱۴۔ عبداللہ جان عابد، ص ۳۷۔

۱۵۔ شاہ محمد مری، مختصر تاریخ زبان و ادب بلوچی (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء)، ص ۴۳۔

۱۶۔ واحد بخش بزدار "اُردو اور بلوچی، لسانی و ادبی اشتراک"، پاکستانی زبانیں (اسلام آباد: مشترکہ لسانی و ادبی ورثہ، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۰۹ء)، ص ۱۸۴۔

۱۷۔ ایضاً۔

۱۸۔ انعام الحق کوثر، بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں کا تقابلی مطالعہ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱ء)، ص ۲۱۔

۱۹۔ قیوم بیدار، "براہوی زبان اور اس کی لسانی خصوصیات"، ماہنامہ اخبارِ اُردو (دسمبر ۲۰۰۶ء): ص ۲۹۔

۲۰۔ عبدالرزاق صابر، براہوی لکھوڑ (پاکستان: کوئٹہ براہوی ادبی سوسائٹی، ۱۹۹۸ء)، ص ۲۱–۲۲۔

۲۱۔ قیوم بیدار، "براہوی زبان اور اس کی لسانی خصوصیات"، ماہنامہ اخبارِ اُردو (دسمبر ۲۰۰۶ء): ص ۲۹۔

۲۲۔ ایضاً۔

۲۳۔ ایضاً، ص ۳۰۔

۲۴۔ سید محمد یوسف بخاری، کشمیری اور اُردو زبان کا تقابلی مطالعہ (لاہور: مرکزی اُردو بورڈ، ۱۹۸۲ء)، ص ۱۲۵۔

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۸۴۔

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۳۷۔

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۰۷۔

۲۸۔ ایضاً، ص ۲۶۳۔

۲۹۔ ایضاً، ص ۲۲۳–۲۲۴۔

۳۰۔ محمد اشرف چودھری، "گوجری سے اُردو کا جنم"، پاکستان میں اُردو جلد ۵ کشمیر (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۶ء)، ص ۱۸۱–۱۹۱۔

۳۱۔ صابر آفاقی، "اُردو اور گوجری"، ماہنامہ اخبارِ اُردو (۲۰۰۷ء): ص ۱۵۔

۳۲۔ ایضاً، ص ۱۷۔

۳۳۔ عظمیٰ زمان، "شمالی علاقہ جات میں بولی جانے والی زبانیں اور اُردو زبان کا آغاز"، تحقیق شمارہ ۱۵ (۲۰۰۷ء): ص ۳۷۵۔

۳۴۔ ممتاز منگلوری، مختصر تاریخ زبان وادب گلگت بلتستان (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء)، ص ۱۱۔

۳۵۔ سید عالم، شمالی علاقہ جات کا لسانی وادبی جائزہ (اسلام آباد: یونس فورم، ۲۰۰۵ء)، ص ۳۶۔

۳۶۔ ایضاً، ص ۱۰۱۔

۳۷۔ اکبر حسین اکبر، "شنا زبان، آغاز وارتقا، یونٹ نمبر ۳"، شمالی علاقہ جات کی زبانیں وادب (اسلام آباد: شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۰۴ء)، ص ۶۵۔

۳۸۔ عظمیٰ سلیم، شمالی علاقہ جات میں اُردو زبان وادب (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء)، ص ۳۶۸-۳۷۱۔

۳۹۔ ممتاز منگلوری، ص ۱۱۔

۴۰۔ ایضاً، ص ۱۲۵۔

۴۱۔ ایضاً، ص ۱۲۶۔

۴۲۔ ایضاً۔

۴۳۔ محمد حسن حسرت، "بلتی زبان کا آغاز وارتقا، یونٹ نمبر ۱"، شمالی علاقہ جات کی زبانیں وادب (اسلام آباد: شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۴۔

۴۴۔ عظمیٰ سلیم، ص ۳۶۱-۳۶۴۔

۴۵۔ سید عالم، ص ۱۷۷۔

۴۶۔ ممتاز منگلوری، ص ۲۱۴۔

۴۷۔ شیرباز علی خاں، "بروشسکی زبان وادب، یونٹ نمبر ۷"، شمالی علاقہ جات کی زبانیں وادب (اسلام آباد: شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۹۰-۱۹۱۔

۴۸۔ ممتاز منگلوری، ص ۲۴۲۔

۴۹۔ بادشاہ منیر بخاری، اُردو اور کھوار کے لسانی روابط (پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۳ء)، ص ۷۶-۷۸۔

۵۰۔ ایضاً، ص ۶۹۔

۵۱۔ شہزادہ صمصام الملک، کھوار گرامر (پشاور یونی ورسٹی: پشتو اکیڈمی، ۱۹۶۶ء)، ص ۲۶-۲۷۔

۵۲۔ عنایت اللہ فیضی، "کھوار زبان وادب، یونٹ نمبر ۵"، شمالی علاقہ جات کی زبانیں وادب (اسلام آباد: شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۰۵۔

۵۳۔ بادشاہ منیر بخاری، ص ۷۰۔

ماخذ

آفاقی، صابر۔ "اُردو اور گوجری"۔ ماہنامہ اخبارِ اُردو (۲۰۰۷ء)۔

اشفاق، محمد۔ اُردو اور پشتو میں تذکیر وتانیث۔ غیر مطبوعہ مقالہ ایم فل اُردو۔ اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۱۹۹۹ء۔

اصلاحی، شرف الدین۔ اُردو سندھی کے لسانی روابط۔ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء۔

اکبر، اکبر حسین۔ "شنا زبان، آغاز وارتقا، یونٹ نمبر ۳"۔ مشمولہ شمالی علاقہ جات کی زبانیں وادب۔ اسلام آباد: شعبہ پاکستانی

زبانیں علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،۲۰۰۴ء۔

بخاری،بادشاہ منیر۔اُردو اور کھوار کے لسانی روابط۔پاکستان: مقتدرہ قومی زبان،۲۰۰۳ء۔

بخاری،سید محمد یوسف۔کشمیری اور اُردو زبان کا تقابلی مطالعہ۔لاہور:مرکزی اُردو بورڈ،۱۹۸۲ء۔

بزدان واحد بخش۔"اُردو اور بلوچی،لسانی وادبی اشتراک"۔پاکستانی زبانیں۔اسلام آباد:مشترکہ لسانی وادبی ورثہ شعبہ پاکستانی زبانیں،علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،۲۰۰۹ء۔

بیدار،قیوم۔"براہوی زبان اوراس کی لسانی خصوصیات"۔ماہنامہ اخبار اُردو(دسمبر۲۰۰۶ء)۔

چوہدری،محمد اشرف۔"گوجری سے اُردو کا جنم"۔پاکستان میں اُردو جلد۵ کشمیر۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۶ء۔

حسرت،محمد حسن۔"بلتی زبان کا آغاز وارتقا، یونٹ نمبر۱"۔شمالی علاقہ جات کی زبانیں وادب۔اسلام آباد:شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،۲۰۰۴ء۔

خاں،شیر باز علی۔"برچہ، بروشسکی زبان وادب، یونٹ نمبر۲"۔شمالی علاقہ جات کی زبانیں وادب۔اسلام آباد:شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،۲۰۰۴ء۔

خٹک،خالد خاں۔سندھی پشتو اُردو کے لسانی روابط۔پشاور یونی ورسٹی:پشتو اکیڈمی،۲۰۰۷ء۔

درانی،عطش(مرتب)۔تدریس اُردو(جدید تقاضے)۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۲۰۰۳ء۔

زمان،عظمیٰ۔"شمالی علاقہ جات میں بولی جانے والی زبانیں اور اُردو زبان کا آغاز"۔تحقیق شمارہ۱۵(۲۰۰۷ء)۔

سلیم،عظمیٰ۔شمالی علاقہ جات میں اُردو زبان وادب۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۲۰۰۸ء۔

سید،خیال بخاری۔ہمارے لسانی مسائل۔لاہور:بساط ادب،۱۹۹۵ء۔

صابر،عبدالرزاق۔براہوی لکھوڑ۔پاکستان:کوئٹہ براہوی ادبی سوسائٹی،۱۹۹۸ء۔

صمصام الملک،شہزادہ۔کھوار گرامر۔پشاور یونی ورسٹی:پشتو اکیڈمی،۱۹۲۶ء۔

عابد،عبداللہ جان۔پشتو زبان کی مختصر تاریخ۔پشاور:یونی ورسٹی پبلشرز قصہ خوانی بازار،۲۰۱۱ء۔

عالم،سید۔شمالی علاقہ جات کا لسانی وادبی جائزہ۔اسلام آباد:بزنس فورم،۲۰۰۵ء۔

علی الانا،غلام۔زبان اور ثقافت۔اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،۱۹۸۷ء۔

فیضی،عنایت اللہ۔"کھوار زبان وادب، یونٹ نمبر۵"۔شمالی علاقہ جات کی زبانیں وادب۔اسلام آباد:شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،۲۰۰۴ء۔

کوثر،انعام الحق۔بلوچستان میں بولی جانے والی زبانوں کا تقابلی مطالعہ۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،۱۹۹۱ء۔

مری،شاہ محمد۔مختصر تاریخ زبان وادب بلوچی۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء۔

مظہر جمیل،سید۔مختصر تاریخ زبان وادب سندھی۔پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء۔

منگوری،ممتاز۔مختصر تاریخ زبان وادب گلگت بلتستان۔اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء۔

ہاشمی،حمید اللہ۔مختصر تاریخ زبان وادب پنجابی۔پاکستان: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء۔